اورینٹل کالج میگزین، جلد۹۸، شمارہ۲، مسلسل شمارہ:۳۶۸، سال ۲۰۲۳ء

سید ضمیر جعفری اور ان کا نثری سرمایہ

عبیرہ شاہد
پی ایچ ڈی سکالر (اُردو)
شعبہ اردو زبان و ادب، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور
ریحانہ کوثر، پی ایچ ڈی
صدر شعبہ اردو، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

SYED ZAMEER JAFRI AND HIS URDU PROSE

Abeera Shahid
PhD Scholar (Urdu)
Department of Urdu Language and Literature
Lahore College for Women University, Lahore
Rehana Kausar, PhD
Chairperson Department of Urdu
Lahore College for Women University, Lahore

Abstract

Syed Zameer Jafri’s fame is primarily because of his Urdu poetry, in fact, humorous poetry. However, he is also a good prose writer, and many of his works achieved fame. These publications comprise a novelette, columns, travelogures, sketch writing, and diaries. His sketches are of outstanding literary value, which have veraeity, audacity and a realistic sketching. His novelette talks about the dual natures of human characters and the artificialities of behavious and actions. He has written columns of international journalistic standards. The central part of his prosaic legacy is his personality diaries, which are expanded to a period of 50 years. These diaries comprise his recollections, social and political matters of his time, and Zameer’s relationships with his contemporaries; a diverse range of topics. In this article, Zameer Jafri’s prose works and the relevant points about his content and writing skills are discussed.

Keywords: Syed Zameer Jafri, Urdu prose, Humorous Urdu prose, Urdu diaries, Urdu sketches

اردو شعر و ادب اور مزاحیہ تخلیقات کا درخشندہ ستارہ سید ضمیر جعفری ضلع جہلم، پنجاب سے بائیس کلومیٹر کی مسافت پر واقع چک عبدالخالق میں یکم جنوری ۱۹۱٦ء کو پیدا ہوئے۔ یہ چک سادات کی ایک بستی ہے۔ حضرت شاہ عبدالخالق دو اڑھائی سو برس قبل اس بستی میں آکر آباد ہوئے تھے۔ یہ بستی بنیادی طور پر انھی کے نام سے موسوم ہے۔ چک عبدالخالق گریجویٹوں کا کالج کہلاتا تھا۔(۱)

سید ضمیر جعفری کا اصل نام سید ضمیر حسین شاہ ہے۔ والد کا نام سید حیدر شاہ تھا۔ جو شاہ جی کے نام سے معروف تھے۔ والد کا سلسلہ نسب حضرت امام جعفرؒ صادق (۷۰۲ء۔۷٦۵ء) سے جاملتا ہے۔ اسی نسبت سے وہ اپنے نام کے ساتھ جعفری لکھتے ہیں۔ تاریخ پیدائش کے ضمن میں متعلقہ کاغذات اور خود ان کے ایک محاسبے سے ۱۹۱٦ء ہی درست تاریخ ثابت ہوتی ہے۔

ان کے والدین مذہبی مزاج رکھتے تھے۔ والد درویش صفت، عبادت گزار اور قلندرانہ مزاج رکھتے تھے۔ وہ انتہائی مہمان نواز طبیعت کے مالک تھے۔ علما و فقہا کی خدمت نہایت ذوق و شوق سے کیا کرتے۔ والدہ جن کو ضمیر جعفری نے بے جی کے نام سے یاد کیا ہے، وہ بھی درویشانہ طبیعت کی مالک تھیں۔ ضمیر جعفری کے مطابق گھر کے کام کاج کے دوران وہ میاں محمد بخش کے (۱۸۳۰ء۔۱۹۴۰ء) اشعار پڑھا کرتی تھیں۔ ضمیر جعفری کو بچپن ہی سے گھر میں ایک ادبی و علمی ماحول ملا، جس نے ان کے شعری مزاج کو جِلا بخشی۔

ضمیر جعفری تین بھائی تھے۔ بڑے بھائی نادر شاہ، ان سے چھوٹے سید شبیر حسین شاہ اور ان سے چھوٹے سید ضمیر حسین شاہ یعنی ضمیر جعفری تھے۔ ان کا سارا بچپن دیہات کے ماحول میں گزرا۔ اُن کے استاد ماسٹر محمد عبدالحمید نے ان کے بچپن کو ایک مؤدب و شوخ ذہین اور کھلنڈرے طالب علم سے موسوم کیا ہے۔

ضمیر جعفری نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے سکول سے حاصل کی۔ بعد ازاں گورنمنٹ ہائی سکول جہلم میں داخلہ لیا۔ ایف اے کی ڈگری گورنمنٹ کالج کیمبل پور، اٹک سے حاصل کی جب کہ بی اے اسلامیہ کالج لاہور سے کیا۔

ضمیر جعفری نے عملی زندگی کا آغاز روزنامہ **احسان** سے کیا اور پچیس روپے ماہ وار تنخواہ ملتی تھی۔ مختلف اخبارات و رسائل اور جرائد کے بہ طور مدیر خدمات سر انجام دیتے رہے۔ ۱۹۳۹ء میں سونگ پبلسٹی

(Song Publicity) کے محکمے میں ''گرد آوری'' کی اسامی پر بھرتی ہو گئے۔ بعد میں وزارتِ دفاع میں اسسٹنٹ کی ملازمت کی۔ ۱۹۴۴ء میں فوج کے تعلقاتِ عامہ کے شعبے میں بہ طور کپتان بھرتی ہوئے۔ اس شعبے میں ملازمت سے انھیں مختلف ادبی شخصیات کی صحبت بھی ملی۔ جیسا کہ کرنل محمد خان (۱۹۱۰ء۔۱۹۴۹ء) اور فیض احمد فیض (۱۹۱۱ء۔۱۹۸۴ء) اور چراغ حسن حسرت (۱۹۱۰ء۔۱۹۵۰ء)۔ پاکستان بننے کے بعد **غالب** اخبار کے مدیر اعلیٰ بنے اور فوج کی ملازمت چھوڑ دی لیکن اخبار بھی کچھ عرصہ بعد بند ہو گیا۔ ضمیر جعفری نے تین شادیاں کیں۔ ان کی پہلی بیوی کا نام مریم گوہر مقصود تھا۔ دوسری کا نام زہرہ انیس تھا، تیسری بیوی جہاں آراء بیگم تھیں جن سے زندگی بھر کا ساتھ رہا۔ اُن کے دو بیٹے ہیں۔ بڑے بیٹے کا نام سید احتشام ضمیر اور چھوٹے بیٹے کا نام سید امتنان ضمیر ہے۔ احتشام ضمیر نے پاک فوج میں کمیشن حاصل کیا۔ مختلف شعبوں میں اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے لیکن انھوں نے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لی۔ انھوں نے ۴۔ مئی ۲۰۱۵ء کو آتش زدگی کے سانحے میں جامِ شہادت نوش کیا۔ ضمیر جعفری نے ان کی یاد میں ایک نظم ''بیٹے احتشام کے نام'' بھی کہی۔ دوسرے بیٹے امتنان ضمیر امریکا میں مقیم ہیں۔

ضمیر جعفری اپنی زندگی کے آخری وقت تک لکھتے رہے لیکن آخری دنوں میں وہ سرطان جیسی موذی بیماری کا شکار ہو گئے اور ہسپتال داخل رہے، شدید علالت کے بعد ۱۲۔ مئی ۱۹۹۹ء کو وفات پائی۔ ان کی تدفین ۱۶۔ مئی ۱۹۹۹ء کو مندرہ ضلع گوجر خان صوبہ پنجاب، پاکستان میں ہوئی۔

سید ضمیر نے شعر گوئی کا آغاز زمانۂ طالب علمی سے ہی کر دیا تھا۔ سکول کے باذوق اور حوصلہ افزائی کرنے والے اساتذہ نے بھی سازگار ماحول مہیا کیا اور مناسب راہ نمائی کی۔ کالج کا زمانہ بھی ادبی و شعری تربیت کے لیے اہم رہا۔ انھوں نے اسلامیہ کالج لاہور کے ادبی مجلے کریسنٹ کی ادارت کی۔ کریسنٹ میں ان کی شاعری چھپتی بھی رہی۔ ان کے شعری مجموعے درج ذیل ہیں:

کار زار (۱۹۴۰ء)، جزیروں کے گیت (۱۹۵۴ء)، مسدسِ حالی (۱۹۵۳ء)، لہو ترنگ (۱۹۶۵ء)، ارمغان ضمیر (۱۹۷۰ء)، مافی الضمیر (۱۹۷۰ء)، میرے پیار کی زمیں (۱۹۷۰ء)، میرے پیار کی زمین (۱۹۷۵ء)، من کے تار (۱۹۷۵ء)، محمد شیر خان (۱۹۷۷ء)، ولایتی زعفران (۱۹۷۷ء)، من میلہ (۱۹۸۰ء)، زیورِ وطن (۱۹۸۲ء)، کھلیان، گھوان (۱۹۹۰ء)، ضمیریات (۱۹۸۲ء)، قریۂ جاں (۱۹۸۹ء)، ضمیر ظرافت

(۱۹۸۸ء)، نشاط تماشا (۱۹۹۴ء)، نعت نذرانہ (۱۹۹۴ء)، بن بانسری (۱۹۹۴ء)، بھنور اور بادبان(۱۹۹۴ء)، نغمۂ زنجیر (۱۹۹۴ء)، وہ پھول جس کا نام نہیں (۱۹۹۴ء)، گورخند (۱۹۹۴ء)،من مندری (۱۹۹۶ء)،سرگوشیاں (۱۹۹۸ء)،آگ اک تارہ (۲۰۰۱ء)، ضمیر زاویے (۲۰۰۷ء)۔

سید ضمیر جعفری کو بنیادی طور پر بالخصوص مزاحیہ شاعر کے شہرت ملی لیکن اگر اُن کے نثری سرمائے کی جانب توجہ دی جائے تو انھوں نے نثر میں بھی اپنے مخصوص رنگ ڈھنگ سے مختلف اصناف میں اپنا نام پیدا کیا۔ خاکہ نگاری، کالم نگاری، سفر نامہ نگاری اور بالخصوص یادداشتوں کا ایک طویل سلسلہ ان کی ادبی بلند قامتی کا آئینہ دار ہے۔ ان کی نثری تصانیف کا ایک ملخص جائزہ درج ذیل ہے:

ہندوستان میں دو سال (۱۹۰۰) سید ضمیر جعفری کی پہلی نثری کاوش ہے۔ یہ کتاب طبع زاد نہیں بلکہ آسٹریلوی سیاست دان آر جی کیسی (RG Kaey) کی انگریزی تصنیف کا اردو ترجمہ ہے۔

جنگ کے رنگ (۱۹۵۲ء) ۳۱۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب دوسری جنگِ عظیم کے دوران ہونے والے ان کے مشاہدات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ ایک ادیب کی اور ایک سپاہی کی نظر سے دوران جنگ کے واقعات و مشاہدات پر مشتمل ہے۔

حرف و حکایت (۱۹۵۵ء) میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب چراغ حسن حسرت کے کالموں کا عمدہ انتخاب ہے۔ ضمیر جعفری چوں کہ دوسری جنگِ عظیم کے دوران ملایا میں رہے۔ بدیہی ہے کہ ایک ادیب کسی بھی علاقے کی تہذیب و ثقافت، تمدن و روایات کو ایک منفرد نگاہ سے دیکھتا ہے۔ چناں چہ وہاں کی تہذیب و روایات کے عمیق مشاہدات کو ضمیر جعفری نے ملایا اور اس کے لوگ کے عنوان سے ۱۹۸۸ء میں شائع کیا۔

آنریری خسر (۱۹۷۳ء)، ضمیر جعفری کا مزاحیہ ناولٹ ہے۔ اس میں بنیادی طور پر مختلف کرداروں کی دوہری زندگی اور انسانی زندگی کے دوغلے پن کو موضوع بنایا گیا ہے لیکن کرداروں کی پیش کش اس طرح سے کی گئی ہے کہ اس میں مزاح کا عنصر شامل ہونے کے ساتھ ساتھ بہ یک وقت معاشرے کے دوہرے رویوں کا الم نامہ بھی ہے۔ یہ اپنی نوعیت کا ایک مختلف ناولٹ ہے۔ اسے ضمیر جعفری کی ہلکی پھلکی نثر کا عمدہ نمونہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

سید ضمیر جعفری نے یادداشت بھی لکھی۔ اوّل اوّل یہ یادداشتیں اردو ڈائجسٹ، لاہور میں قسط وار چھپیں۔ یہ اقساط کتابی صورت میں محفوظ کرنے کے لیے ان کو **بکنارما** کے نام سے یک جا کیا۔ لیکن یہ مجموعہ ان کے بیٹے احتشام ضمیر کے ذاتی ذخیرے میں موجود ہے۔

کتابی چہرے (۱۹۰۷ء) اہم شخصیات کے خاکوں پر مشتمل کتاب ہے۔ اس میں بیش تر اہم علمی، ادبی اور ثقافتی شخصیات چراغ حسن حسرت (۱۹۰۴ء۔۱۹۵۵ء)، محمد طفیل (۱۹۲۳۔۱۹۸۶) اور حفیظ جالندھری (۱۹۰۰۔۱۹۸۲) کے خاکے شامل ہیں۔ ان خاکوں میں سنجیدگی، مزاح، شوخی، کردار کا اپنا مخصوص رنگ، سبھی کچھ ایک خاص آہنگ کے ساتھ موجود ہے:

> حفیظ نامچہ حفیظ جالندھری سے متعلقہ سید ضمیر جعفری کی یادداشتوں پر مشتمل تصنیف ہے۔ یہ کتاب بنیادی طور پر ضمیر کی یادداشتوں میں سے حفیظ سے متعلقہ مشاہدات، باہمی مراسم، دوستانہ صحبتوں اور ان کی شخصیت کا ایک سرسری سا خاکہ اخذ کر کے الگ کتاب شائع کی گئی ہے۔ پہلے اس کتاب کا نام سید ضمیر جعفری نے نصف صدی کا قصہ تجویز کیا تھا لیکن بعد میں مکتبہ کاروان، لاہور کے مالک چودھری عبدالحمید کی تجویز پر حفیظ نامچہ ٹھہرا۔(۲)
>
> اڑتے خاکے (۱۹۸۷ء) سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور سے شائع ہونے والا خاکوں کا دوسرا مجموعہ ہے۔ اس میں گیارہ مختلف موضوعات کے خاکے ہیں جن میں کچھ حقیقی شخصیات کے خاکے اور کچھ فرضی ہیں۔ اس مجموعے میں مزاح نسبتاً زیادہ ہے۔" (۳)

سید ضمیر جعفری کی عسکری یادداشتوں پر مشتمل ایک کتاب گورے کالے سپاہی ہے۔ یہ کتاب ۱۹۳۸ء میں عظیم پبلی کیشنز، کراچی سے شائع ہوئی۔ چوں کہ ضمیر جعفری ایک فوجی ہونے کے ساتھ ادیب بھی تھے، اس لیے انھوں نے فوجی زندگی کے رنگارنگ مشاہدات و تجربات اور بعض شخصیات سے جڑی یادوں کو دل چسپ، ادبی پیرائے میں ڈھال کر ایک فوجی ادیب کی زندگی کو پیش کیا ہے۔

ضمیر جعفری کی زندگی کے چند برسوں کی یادداشتوں پر مشتمل کتاب ضمیر حاضر ضمیر غائب (۱۹۴۹ء) کے عنوان سے شائع ہوئی۔ ۱۹۴۳ء سے لے کر ۱۹۵۰ء تک کے دورانیے کے واقعات اس ڈائری میں موجود ہیں۔

خاکہ نگاری کے حوالے سے ان کی تیسری کتاب میٹھا پانی (۱۹۹۰ء) ہے۔ اس میں کل تیرہ مضامین شامل ہیں۔ علاوہ ازیں کتب کی تقریب رونمائی کے موقع پر پڑھے گئے مضامین جن میں صاحب کتاب کا ذکر زیادہ کیا گیا ہے، شامل ہیں۔

ضمیر جعفری کے کالم ملک کے مختلف اہم اردو اخباروں میں چھپتے رہے۔ کالموں کا ایک انتخاب نظر غبارے کے عنوان سے ۱۹۹۰ء میں بک سنٹرز، راول پنڈی سے شائع ہوا۔ یوں تو کالم ضمیر جعفری سے پہلے بھی لکھے جاتے رہے لیکن ضمیر جعفری نے کالم نگاری کو بھی ایک الگ رنگ دیا اور یوں ان کے لکھے گئے کالم صحافتی معیار کے لیے عہد ساز بن گئے۔(۴)

بریگیڈیئر صدیق سالک (۱۹۳۵۔۱۹۸۸) کے عسکری زندگی کے حوالے سے ضمیر جعفری کی تصنیف آخری سیلوٹ کے عنوان سے دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد شائع ہوئی۔ یہ کتاب صدیق سالک کی وفات کے بعد سید ضمیر جعفری اور بشریٰ رحمن نے مشترکہ کاوش سے پیش کی۔ یہ کتاب ضمیر جعفری اور صدیق سالک کی بے مثال دوستی کی نظیر ہے۔(۵)

سورج میرے پیچھے (۱۹۹۴ء) میں گورا پبلشرز، لاہور سے شائع ہونے والا سفر نامہ ہے۔ اس سفر نامے میں پہلا سفر حرم شریف، دوسرا امریکا اور تیسرا بھارت کا ہے۔

خبر نامہ کے عنوان سے ۱۹۹۴ء میں یہ سفر نامہ شائع ہوا۔ یہ سفر نامہ لندن اور جرمنی میں گزرے روز و شب کا احوال ہے اور اس کے دوسرے حصے میں ان کے ناولٹ آنریری خسر کو بھی شامل کیا گیا ہے:

> خوش کشید کے عنوان سے ان کی متفرق تجاویز جن میں چند یادداشتیں مضامین اور خاکے شامل ہیں۔ عطاءاللہ عالی نے مرتب کر کے کلاسیک، لاہور سے (۱۹۹۷ء) میں شائع کیا۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ضمیر کے مکمل نثری سرمائے میں وہ شاہ پارے انتخاب کر کے شائع کیے گئے ہیں جو ہر دور میں مقبول رہے۔" (۶)

دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد نے ضمیر کی یادداشتوں کو سلسلے وار اور ترتیب وار شائع کرنے کا آغاز ایک سیریز کی صورت میں کیا۔ اس سلسلے میں پہلا مجموعہ **عالمی جنگ کی دھند میں** ہے۔ یہ ۱۹۲۵ء سے ۱۹۴۴ء تک کی یادداشتوں پر مشتمل ہے۔

دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد یادداشتوں کے سلسلہ تحریر کا دوسرا حصہ بھید بھرا شہر کے عنوان سے ۲۰۰۳ء میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب یکم جنوری ۱۹۴۹ء سے لے کر دسمبر ۱۹۴۶ء تک کی یادداشتوں پر مشتمل ہے جب ضمیر جعفری متحدہ ہندوستان کی طرف سے سنگاپور میں مقیم تھے۔

نشانِ منزل (۲۰۰۳ء) بھی ضمیر جعفری کی یادداشتوں پر مشتمل ہے۔ یہ تقسیم ہند کے خوشی ودل خراشی سے بھرے واقعات کے تاثرات پر مشتمل ہے۔

سوز وطن کے عنوان سے ۱۹۵۱ء سے لے کر ۱۹۱۰ء کی یادداشتوں پر مشتمل ہے۔ یہ قیام پاکستان کے فوراً بعد پیش آنے والے سیاسی و سماجی حالات کو بھی ظاہر کرتی ہے جو طرح طرح کے نشیب وفراز سے عبارت ہیں۔

۱۹۶۱ء سے ۱۹۷۱ء کے عرصے کی یادداشتیں **مسافرِ شہرِ نو** کے عنوان سے ۲۰۰۵ء میں دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد نے شائع کیا۔ اس یادداشت میں ضمیر جعفری نے اپنی ادبی و سرکاری ذمہ داری کی مصروفیات کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔

جدائی کا موسم (۲۰۰۲ء) کے عنوان سے ۱۹۷۱ء کی یادداشت ہے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں بھارت کی شکست اور بعدازاں ۱۹۷۱ء کی جنگ میں مشرقی و مغربی پاکستان کی تقسیم کا واقعہ اور اس کے محرکات واثرات کا تفصیلی ذکر ہے۔

شاہی حج (۲۰۰۱ء) دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد سے شائع ہوا۔ یہ کتاب ۱۹۸۴ء میں مصنف کے حج کے سفر اور شب وروز کا احوال ہے اور اس حج کو ضمیر جعفری نے اپنی طبعی ظرافت کے باعث شاہی حج کا نام اس لیے دیا کیوں کہ اس حج میں ان کی بیگم بھی شامل تھیں۔ اس حج کے عام اخراجات حکومت نے برداشت کیے۔ اس لیے اس کا نام "شاہی حج" رکھا گیا۔

سفر لکیر (۱۹۹۸ء) میں شائع ہونے والی یادداشت ہے۔ اس میں ضمیر بھارت کے سفر کا تفصیلی ذکر کرتے ہیں۔ ان کے دوسرے حج اور برطانیا کے سفر کا تذکرہ بھی اس یادداشت کا حصہ ہے۔

کنگرو دیس (۲۰۰۱ء) میں دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد سے شائع ہوا۔ یہ آسٹریلیا کا سفر نامہ ہے۔

گزشتہ سطور میں ان کے خاکوں کے مجموعوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان کے مجموعوں میں ہمیں بات کو کہنے کا خوب صورت انداز، سچائی، حقیقت نگاری، دل آویز تصویریں اور فکر کی گہرائی نظر آتی ہے۔ ان کی خاکہ نگاری میں جزئیات نگاری کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ گہرے مشاہدے کی بھی یقیناً داد دینی پڑے گی۔ اسی حوالے سے آفتاب احمد لکھتے ہیں:

> "انھوں نے اپنے تاثرات کو صرف اس دور تک محدود رکھا ہے جس میں ان شخصیات سے ان کا تعلق خاطر رہا ہے۔ جیسا اور جتنا کچھ خود دیکھا وہ اوروں کو بھی دکھا دیتے ہیں۔ نہ اس سے کم نہ اس سے زیادہ۔ ان کے چارکول اسکیچ میں بھی شخصیت کے خط و خم و پیچ صاف ابھر آتے ہیں۔(۷)

ضمیر جعفری کے سفر نامے ان کے ذاتی مشاہدات، تجربات، ایک شاعر کے تخیلات، حسنِ نظر، حساسیت اور طنز و مزاح کی چاشنی لیے ہوئے ہیں۔ یعنی ان سفر ناموں میں آپ کو یہ سبھی انداز یک جا ملیں گے۔ ایک منفرد انداز یہ بھی ہے کہ انھوں نے سفر ناموں کو مختلف عنوانات کے تحت حصوں میں تقسیم کر کے پیش کیا ہے اور بعض اوقات ایک سفر نامے میں مختلف علاقوں اور جگہوں کے سفر کا احوال شامل ہے۔

سید ضمیر جعفری کے سفر نامے ایک لگے بندھے انداز اور روایتی در و بست کے پابند سفر نامے نہیں ہیں بل کہ وہ ہر واقعے کو اپنے خاص انداز سے دیکھتے اور پیش کرتے ہیں۔ وہ اپنے سفر نامے میں اپنے جذبات و احساسات کو خود سے جدا کر کے سفر نامہ نہیں لکھتے بل کہ مشاہدے کے بعد محسوسات کو بھی مجتمع کر کے تحریر کی شکل دے دیتے ہیں اور یہاں بھی ان تمام خوبیوں کے ساتھ طنز و مزاح کا رنگ شامل ہو کر ان کے سفر ناموں کو دیگر سفر ناموں سے الگ اسلوب، ذائقہ اور اثر عطا کرتا ہے۔

ضمیر جعفری متفرق مضامین و مزاحیہ کالموں کو ایک کتاب میں یک جا کر کے چھاپا گیا۔ اس کتاب کو خوش کشید کا نام دیا گیا کیوں کہ اس میں تحاریر کا انتخاب شامل ہے۔ یہ مختلف قسم کی تحریر ہیں خصوصاً ان کے مزاحیہ کالم اس میں اہم ترین ہیں اور یہ کالم کسی خاص قسم کے موضوع تک محدود نہیں بل کہ الگ الگ موضوعات اور جہات پر مشتمل ہیں۔ یہ بھی ضمیر کی نثر کا عمدہ نمونہ ہیں۔

سید ضمیر جعفری کا ناولٹ آنریری خسر اگرچہ مختصر سا ناولٹ ہے لیکن یہ معاشرے کے دوہرے اور تصنع بھرے رویوں کے موضوع پر لکھا گیا ہے۔ اس میں پیش کیے گئے کردار دوہری زندگیاں جیتے ہیں لیکن ضمیر جعفری کی پیشکش کی اور ہلکے پھلکے طنز و مزاح کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں۔ لیکن ذرا سے

غور کرنے پر یہ حقیقتاً ان کرداروں کی اندوہ آمیز، دردناکی معلوم ہوتی ہے اور یہی ضمیر کی کامیابی ہے کہ مزاح جو بنیادی طور پر زندگی کی کج بازیوں اور ناروائیوں کو احسن انداز میں پیش کرتا ہے۔ ضمیر نے شاعری کے ساتھ ساتھ نثر میں بھی اس کو نہایت احسن انداز میں برتا ہے۔

ضمیر جعفری کی نثر کا سب سے اہم حصہ رنگارنگ شخصی یادداشتوں پر مشتمل ہے۔ یہ یادداشتیں قریباً تیس سال کی تحریر کی گئی ڈائریوں پر مشتمل ہیں۔ ان کو مختلف ناموں سے سلسلہ وار چھاپا گیا ہے۔ اپنی یادداشت نویسی کے حوالے سے خود ضمیر لکھتے ہیں:

> ”میں ستمبر ۱۹۲۳ء سے تقریباً روزانہ ڈائری لکھ رہا ہوں۔ کوشش یہی ہوتی ہے کہ شب کو ڈائری لکھ کر بستر پر جاؤں خواہ ایک سطر ہی کیوں نہ ہو۔ اتنی استقامت کا مظاہرہ اپنی زندگی کے شاید ہی کسی معاملے میں کیا ہو۔“ (۹)

ضمیر جعفری کی یہ یادداشتیں اس قدر بھرپور ہیں کہ ان میں قاری کو سبھی کچھ میسر ہے۔ ضمیر کی ذاتی زندگی، تجربات، مشاہدات بھی ملتے ہیں۔ ایک فوجی کی زندگی کے مشاہدات، تجربات و احساسات بھی پائے جاتے ہیں۔ ان کے دور کے سیاسی معاملات، ان کے عہد کے اتار چڑھاؤ، معاشرتی صورتِ حال بھی ملے گا۔ علاوہ ازیں ان کے ہم عصروں کا تذکرہ اور ساتھ ہی مختلف معاشرتی طبقات سے تعلق رکھنے والے ان خواص و عوام کا ذکر بھی جن سے ضمیر کی ملاقات رہی۔ سید ضمیر جعفری کی یادداشت نویسی کی خاص بات اس کا بے ساختہ پن ہے کیوں کہ جس وقت انھوں نے اس کو لکھنا شروع کیا، ان کے ذہن کے شاید کسی گوشے میں بھی اس کو چھپوانے کا خیال موجود نہ تھا۔ اس لیے جو جیسی شکل میں تھا، سامنے ہے۔ جہاں تک انداز کا تعلق ہے، ضمیر کی تحریر میں شگفتگی اور بے ساختگی ایک بنیادی عنصر ہے جو ان کی یادداشت نویسی میں بھی بڑی بے ساختگی سے ملتا ہے۔

مختصر یہ کہ ضمیر کی یادداشت ان کے شگفتہ انداز، سچائی اور برجستگی ان کی زندگی و عہد کی سچی اور بے لاگ تصاویر ہیں۔

الغرض سید ضمیر جعفری کو اگرچہ ان کی مزاحیہ شاعری کے لیے زیادہ توجہ کا مرکز بنایا گیا ہے لیکن ان کا نثری سرمایہ بھی نہایت اہم ہے۔ یہ سرمایہ متنوع اصناف و جہات میں ہے اور اپنا امتیازی مقام رکھتا ہے۔ انھیں اردو کے ایک اہم نثر نگار کے طور پر یاد نہ رکھنا ناانصافی کے زمرے میں آئے گا۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) مسرت زیدی،ضمیر جعفر کی نثرنگاری،(فیصل آباد: غیر مطبوعہ تحقیقی مقالہ برائے ایم اے اُردو، گورنمنٹ کالج برائے خواتین مدینہ ٹاؤن، ۱۹۹۰ء)،۲۔

(۲) مصاحبہ سید ضمیر جعفری، مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۹۷ء، لاہور۔

(۳) عرفان اللہ خٹک،سید ضمیر جعفری: شخصیت اور فن،(اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۲۰۱۷ء)،۴۴۔

(۴) ایضاً،۴۵۔

(۵) صائمہ رشید، ضمیر جعفری بطور نثر نگاری،(لاہور: شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج، ۲۰۰۰ء)،۴۷

(۶) عرفان اللہ خٹک،سید ضمیر جعفری: شخصیت اور فن،۴۷۔

(۷) صائمہ رشید،ضمیر جعفری، بطور نثرنگار،۱۵۷۔

(۸) عالم خان، سید ضمیر جعفری؛ ایک ہمہ جہت شخصیت، نورِ تحقیق، جلد ۳، شمارہ: ۱۱،(لاہور: شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی)،۳۔

(۹) ماہنامہ،چہار سو،سید ضمیر جعفری نمبر،(راولپنڈی،۱۹۹۶ء)

BIBLIOGRAPHY

- Musarrat Zaidi, *Ẓamīr Jafrī ki Nasar Nigārī*, (Faisalabad: MA Urdu Thesis, Govt College for Women, Madina Tower, 1990)
- Irfan-Ullah Khatak, *Syed Ẓamīr Jafrī: Shakhṣiyyat Aur Fun*, (Islamabad: Islamabad: Acadmey adabiyat Pakistan, 2017).
- Saima Rasheed, *Ẓamīr Jafrī: Btor Naṣr Nigār*, (Lahore: Urdu department, Government College, 2000)
- Alam Khan, Syed Ẓamīr Jafrī:Aik Hamah Jehat Shakhsiyat, *Nūr-i Taḥqīq*, Vol.3, No. 11, (Lahore: Urdu Department, Garison University).
- Monthly, *Chahār Sū*, Syed Zameer Jafri Number, (Rawalpindi, 1996)
- *Interview*, Syed Zamir Jafri, dated, 28 December, 1997, Lahore

❖❖❖